وضع حدیث کا تعارف اور اس کے اسباب جائزہ

Introduction To Fabrication Of Hadith And Its Causes

Waqas Ahmad khan
M.Phil Scholar, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad:
waqasahmadkhan438@gmail.com

Dr. Noor Wali Shah
Assistant Professor, Department of Islamic Thought and Culture, NUML, Islamabad:
noor.walishah@numl.edu.pk

Abstract:
The term "Modouh Hadith" is derived from Wadha (وضع), which means fabrication. In the context of Hadith sciences, it refers to falsely attributing a hadith to the Prophet Muhammad (PBUH). A person who fabricates Hadith is called a "Wadi" (واضع) and the plural is "Wad'i'in" (واضعین). The Prophet Muhammad (PBUH) warned that anyone who deliberately lies about him will have their place in Hell. Fabricating and transmitting false Hadith is strictly prohibited, as the Prophet (PBUH) also said that anyone who knowingly reports a false Hadith is among the liars. Hadith fabrication began in 41 Hijri during the caliphate of Ali (RA) when internal conflicts among Muslims led to disputes and wars. The primary reason for Hadith fabrication was political differences, but other reasons included defending one's sect, preaching, and expressing racial or ethnic bias. In contemporary times, the practice of Hadith fabrication continues in various forms due to ignorance, with people often transmitting information without verification. This article examines all these instances and their underlying causes.

Keywords: *Caliphate, Modouh Hadih, Wadi, Fabrication.*

تعارف:

لفظ "وضع" کا لغوی معنی ہے، رکھنا، گھڑنا وغیرہ اور اصطلاحات حدیث کے فن میں اس سے مراد یہ ہے کہ کسی جھوٹے قول، فعل یا تقریر کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب کرنا۔ وہ شخص جو احادیث اپنے آپ سے وضع

کرتے ہیں اس کو "واضع" کہتے ہیں۔ اس کی جمع "واضعین" ہے۔ اس طرح اس شخص کے لیے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "کہ جس شخص نے مجھ پر جان بوجھ کر جھوٹ بولا تو اس شخص کا ٹھکانا جہنم ہے"۔ اس طرح اپنی طرف سے احادیث گھڑنا اور اسے آگے روایت کرنا حرام ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "کہ اگر کسی نے کوئی ایسی حدیث نقل کی جس کا اسے علم ہو کہ یہ حدیث نہیں ہے تو وہ شخص بھی جھوٹوں میں سے ہے"۔ وضع حدیث کی ابتداء 41ھ میں ہوئی، جب حضرت علیؓ کی خلافت تھی اور مسلمانوں کے آپس میں اختلاف پیدا ہو گئے اور ان اختلافات کی وجہ سے مسلمانوں کی آپس میں لڑائیاں شروع ہوئی۔ وضع حدیث کے اسباب میں سے اول سبب سیاسی اختلاف تھا۔ اس کے علاوہ اور بھی متعدد اسباب موجود تھے، جیسا کہ اپنے مسلک کا دفاع کرنا، وعظ و نصیحت کے لیے، اس طرح رنگ و نسب کی تعصب کے اظہار کے لئے وغیرہ۔ اس طرح اگر ہم عصر حاضر پر ایک نظر ڈالیں تو آج کل بھی کسی نہ کسی طریقہ سے وضع حدیث کا عمل شروع ہے، یہ ان لوگوں کی لاعلمی اور جہالت ہے کہ ہر بات کو بغیر تحقیق کے آگے کسی نہ کسی کو پہنچادیتے ہیں۔ اس آرٹیکل میں ان تمام صورتوں کا جائزہ پیش کیا جائے گا۔

وضع کی لغوی معنی:

لفظ "الوضع" کا معنی ہے، "رکھنا" اس کے علاوہ لغت میں بہت سارے معنی کے لیے استعمال ہوتا ہے، جن میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

"الحط" کے معنی میں استعمال ہوتا ہے جس کا معنی ہے انحطاط، گراوٹ وغیرہ۔

وضَعَهُ يَضَعُهُ بفتحِ ضادِهِما وَضْعاً ومَوْضِعاً ويفْتَحُ ضادُهُ ومَوْضوعاً : حَطَّهُ و عنه : حَطَّ من قَدْرِهِ و عن غَرِيمِهِ : نقَصَ مِمَّا لَهُ عليه شَيْئاً[1]

والأحاديثُ المَوْضوعةُ : المُخْتلَقَةُ ،یعنی گھڑی ہوئی حدیث۔

"وُضِعَ في تِجارَتِهِ أو غُبِنَ"[2]،یعنی تجارت میں خسارہ ہونا۔

ووضع الشيء وضعا اختلقه[3]

---

[1] القاموس المحيط،لمجد الدين أبو طاهر محمد بن يعقوب (ص: 996)

[2] القاموس المحيط، لمجد الدين أبو طاهر محمد بن يعقوب (ص: 491)

[3] المحكم والمحيط الأعظم،لأبو حسن علي بن اسماعيل، الناشر: دار الكتب العلمية – بيروت، لطبعة: الأولى، ١٤٢١ هـ (2/ 295)

یعنی کوئی بات گھڑنا۔

"وهو لغة كما قاله ابن دحية الملصق يقال وضع فلان على فلان كذا أي الصقه به"[4]

وضع کا ایک معنی یہ ہے کہ کسی چیز کو کسی چیز کے ساتھ یا اس پر رکھنا۔

الموضوع" وضع اسم مفعول ہے، اور اسی سے موضوع حدیث ہے، یعنی اپنی طرف سے گھڑی ہوئی حدیث۔

موضوع حدیث کی اصطلاحی تعریف:

عام اور سادہ الفاظ میں اس کی تعریف کچھ یوں ہے کہ: وہ جھوٹی اور گھڑی ہوئی بات جس کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کی جائے۔ علامہ حافظ ثناءاللہ الزاہدی نے یہ تعریف کی ہے:

"الموضوع: هو الخبر المكذوب المنسوب إلى رسول الله ﷺ افتراء عليه"[5]

ترجمہ: وہ جھوٹی خبر جس کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر گھڑ کر آپ صلی علیہ وسلم کی طرف منسوب کی گئی ہو تو اس کو موضوع حدیث سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

اس طرح علامہ ابن صلاح فرماتے ہیں:

"قال ابن الصلاح رحمه الله :هو المُخْتلَقُ المَصْنُوعُ"[6].

موضوع حدیث وہ حدیث ہے جو اپنی طرف سے بنائی گئی ہو یا گھڑی گی ہو۔

اس طرح علامہ الصناعیؒ نے موضوع حدیث کی تعریف یوں کی ہے:

"هو ما نُسِبَ إلى النبيّ ﷺ اختلاقاً وكذباً؛ مِمَّا لم يقله، أو يفعله، أو يُقِرُّه"[7].

وہ جھوٹی اور گھڑی ہوئی بات جس کو آپ ﷺ نے نہ فرمایا ہو، نہ وہ فعل کیا ہو اور نہ آپ ﷺ سے کوئی تقریر ثابت ہو۔

---

[4] فتح المغيث، لشمس الدين أبو الخير محمد بن عبد الرحمن بن محمد بن أبي بكر بن عثمان بن محمد السخاوي، الناشر: مكتبة السنة – مصر، الطبعة: الأولى، ١٤٢٤هـ (1/ 253)

[5] كتاب الفصول فى مصطلح حديث الرسول، لحافظ ثناء الله الزاهدي ص:12

6 مقدمه ابن الصلاح في علوم الحديث، ص:98

[7] توضيح الأفكار لمعاني تنقيح الأنظار،للصنعاني ، الناشر: دار الكتب العلمية, بيروت- لبنان،ج:2، ص:60

علامہ ابن جوزیؒ موضوع حدیث کی پہچان کے حوالے سے ایک اصول بیان فرماتے ہیں کہ:

قالَ ابْنُ الْجَوْزِيّ:"وَكُلُّ حَدِيثٍ رَأَيْتَهُ يُخَالِفُ الْعُقُولَ، أَوْ يُنَاقِضُ الْأُصُولَ، فَاعْلَمْ أَنَّهُ مَوْضُوعٌ، فَلَا تَتَكَلَّفِ اعْتِبَارَهُ"، أَيْ: لَا تَعْتَبِرْ رُوَاتَهُ، وَلَا تَنْظُرْ فِي جَرْحِهِمْ.[8]

یعنی کے ہر وہ حدیث جو عقل اور اصول مسلمہ کے خلاف ہو تو جان لو کے یہ حدیث موضوع ہے، یعنی اس روایت کی رواۃ کا اعتبار نہ کروں اور نہ ان پر جرح کی طرف دیکھوں۔

واضعین سے مراد کیا ہے؟

لفظ "واضعین" وضع سے اسم فاعل ہے جس سے مراد وہ لوگ ہے جو اپنی طرف سے احادیث کو بناتے ہیں اور آپ ﷺ کی طرف اس حدیث کی جھوٹی نسبت کرتے ہیں۔

حدیث وضع کرنے پر وعید:

حدیث وضع کرنے والے کے حوالے سے آپ ﷺ کی واضع ارشادات موجود ہے:

"فقَالَ المُغِيرَةُ : سَمِعْتُ رَسُولَ اللَّهِ (ﷺ) يقُولُ : إِنَّ كَذِبًا عَلَيَّ ليْسَ كَكَذِب عَلىَ احَد ، فَمَنْ كَذِبَ عَلى مُتَعمّدًا فَليتبوَّأ مَقْعَدَهُ مِنَ النَّارِ"[9]

یعنی کہ آپ ﷺ کے اس ارشاد مبارک سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی طرف کسی جھوٹی بات کی نسبت کرنا ہر گز ایسا نہیں ہے جس طرح عام لوگوں کا ایک دوسرے کی طرف جھوٹی بات کی نسبت کرنا ہے ؛ کیونکہ اگر آپ ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات کی نسبت کرے گا تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔

اس طرح علامہ ابن حجر عسقلانیؒ نے اس حوالے سے "فتح الباری" جو بخاری شریف کی مشہور ترین شرح ہے اس میں اس بات کی طرف اشارہ کیا ہے کہ آپ ﷺ کی طرف کسی جھوٹی بات کی نسبت کرنا زیادہ باعث گناہ ہے، کسی عام آدمی کے بدلے۔

"وقد فرق النبي صلى الله عليه و سلم بين الكذب عليه وبين الكذب على غيره كما سيأتي في الجنائز في حديث المغيرة حيث يقول أن كذبا على ليس ككذب على أحد"[10]

---

[8] فتح المغيث بشرح ألفية الحديث، ج:1، ص:332

[9] إكمال المعلم شرح صحيح مسلم - للقاضي عياض، الناشر: دار الوفاء للطباعة والنشر والتوزيع، مصر، ص:97، ج:1

[10] فتح الباري - ابن حجر، الناشر : دار المعرفة - بيروت ، 1379 (1/ 202)

وضع حدیث کا حکم:

وضع حدیث حرام ہے، اس بات پر تمام محدیثن، فقہاء کرام کا اتفاق ہے۔ ملا علی قاری لکھتے ہیں:

"قال شيخ مشايخنا الحافظ جلال الدين السيوطي لا أعلم شيئا من الكبائر قال أحد من أهل السنة بتكفير مرتكبه إلا الكذب على رسول الله ﷺ فإن الشيخ أبا محمد الجويني من أصحاب الشافعي وهو والد إمام الحرمين قال إن من تعمد الكذب عليه عليه الصلاة والسلام يكفر كفرا يخرجه عن الملة .... وكذا أمره بقتل من كذب عليه وإحراقه بعد موته"[11].

میرے علم میں اہل سنت کا کوئی ایسا بندہ نہیں ہے جس نے آپؐ پر جھوٹ بولنے کے علاوہ کسی اور کبیرہ کے مرتکب کی تکفیر کی ہو۔ اس طرح بعض حضرات نے جیسے علامہ جوینیؒ تو اس بات کے قائل ہے کے حدیث کو گھڑنے والا کافر ہے اور وہ ہماری ملت سے خارج ہے، اور اس کی سزا موت ہے اور اس کو قتل کرنا جائز ہے اور قتل کے بعد اس کی لاش کو جلانا چاہیے۔

واضع کی توبہ کرنے کے بعد اس کی روایت کا حکم:

اس حوالے سے اہل علم کے ہاں دو آراء پائی جاتی ہیں:

۱۔ پہلی رائے امام احمد بن حنبلؒ، علامہ ابو بکر الحمیدیؒ، امام بخاریؒ، اصحاب شوافع وغیرہ کی ہے کہ "واضع" کی توبہ کے بعد بھی اس کی کوئی بھی روایت قبول نہیں کی جائے گی۔

۲۔ اکثر اہل علم کی رائے یہ ہے کہ اگر اس نے توبہ بلکل سچے دل سے اور توبہ کی تمام صفات اور شروط کے ساتھ کی ہو تو اس کی توبہ کے بعد اس کی روایات کو قبول کیا جائے گا۔

"ثُمَّ إِنَّ مَنْ كَذَبَ عَلَى رَسُولِ اللَّهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ عَمْدًا فِى حديث واحد فسق وردت رواياتة كُلُّهَا وَبَطَلَ الِاحْتِجَاجُ بِجَمِيعِهَا فَلَوْ تَابَ وَحَسُنَتْ تَوْبَتُهُ فَقَدْ قَالَ جَمَاعَةٌ مِنَ الْعُلَمَاءِ مِنْهُمْ أَحْمَدُ بْنُ حَنْبَلٍ وَأَبُو بَكْرٍ الْحُمَيْدِيُّ شَيْخُ الْبُخَارِيِّ وَصَاحِبُ الشَّافِعِيِّ وَأَبُو بَكْرٍ الصَّيْرَفِيُّ مِنْ فُقَهَاءِ

---

[11] كتاب آسرار المرفوعة فى الآخبار الموضوعة،لملا على القاري، الناشر: دار الأمانة ص:37

أَصْحَابِنَا الشَّافِعِيِّينَ وَأَصْحَابِ الْوُجُوهِ مِنْهُمْ وَمُتَقَدِّمِيهِمْ فِي الْأُصُولِ وَالْفُرُوعِ لَا تُؤَثِّرُ تَوْبَتُهُ فِي ذَلِكَ وَلَا تُقْبَلُ رِوَايَتُهُ أَبَدًا بَلْ يُحَتَّمُ جَرْحُهُ دَائِمًا"[12]

ترجمہ: یعنی کے جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر کوئی ایک حدیث بھی گھڑ لی تو اس نے فسق کیا اور اس کی تمام روایتیں رد کر دی جائے گئی اور اس کی کسی ایک روایت کو بھی بطور دلیل نہیں پیش کیا جائے گا، اگر چہ اس نے توبہ کیا ہو، اس لیے بعض اہل علم حضرات نے جن میں سے امام احمد بن حنبلؒ، علامہ ابو بکر الحمیدیؒ، امام بخاریؒ، اصحاب شوافع نے بھی یہی فرمایا کے اس معاملے میں اس کا توبہ مؤثر نہیں ہو گا اور نہ اس کی روایت کو ہمیشہ کے لیے قبول کیا جائے گا، بلکہ اس میں یہ نقص ہمیشہ کے لیے رہے گا۔

"وَلَمْ أَرَ دَلِيلًا لِمَذْهَبِ هَؤُلَاءِ وَيَجُوزُ أَنْ يُوَجَّهَ بِأَنَّ ذَلِكَ جُعِلَ تَغْلِيظًا وَزَجْرًا بَلِيغًا عَنِ الْكَذِبِ عَلَيْهِ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِعِظَمِ مَفْسَدَتِهِ فَإِنَّهُ يَصِيرُ شَرْعًا مُسْتَمِرًّا إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ بِخِلَافِ الْكَذِبِ عَلَى غَيْرِهِ وَالشَّهَادَةِ فَإِنَّ مَفْسَدَتَهُمَا قَاصِرَةٌ لَيْسَتْ عَامَّةً قُلْتُ وَهَذَا الَّذِي ذَكَرَهُ هَؤُلَاءِ الْأَئِمَّةُ ضَعِيفٌ مُخَالِفٌ لِلْقَوَاعِدِ الشَّرْعِيَّةِ وَالْمُخْتَارُ الْقَطْعُ بِصِحَّةِ تَوْبَتِهِ فِي هَذَا وَقَبُولِ رِوَايَاتِهِ بَعْدَهَا إِذَا صَحَّتْ تَوْبَتُهُ بِشُرُوطِهَا الْمَعْرُوفَةِ وَهِيَ الْإِقْلَاعُ عَنِ الْمَعْصِيَةِ وَالنَّدَمِ على فعلها والعزم على أن لايعود إِلَيْهَا فَهَذَا هُوَ الْجَارِي عَلَى قَوَاعِدِ الشَّرْعِ وَقَدْ أَجْمَعُوا عَلَى صِحَّةِ رِوَايَةِ مَنْ كَانَ كَافِرًا فَأَسْلَمَ وَأَكْثَرُ الصَّحَابَةِ كَانُوا بِهَذِهِ الصِّفَةِ وَأَجْمَعُوا عَلَى قَبُولِ شَهَادَتِهِ وَلَا فَرْقَ بَيْنَ الشَّهَادَةِ وَالرِّوَايَةِ فِي هَذَا وَاللَّهُ أَعْلَمُ"[13]

ترجمہ: ما قبل عبارت کے بعد یہاں سے علامہ نویؒ فرماتے ہے کہ "کہ ان حضرات کی اس رائے پر میرے علم میں کوئی دلیل نہیں ہے، ہاں ان کی رائے کی یہ توجیہ کر سکتے ہے کہ ان حضرات نے یہ رائے بطور زجر اور تغلیظ کی اختیار کی ہو ں؛ کیونکہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر جھوٹی تہمت لگانے کا فساد بڑا ہے جو کی قیامت تک جاری اور ساری رہے گا، بخلاف کسی اور پر جھوٹی تہمت لگانے کے؛ کیونکہ کسی اور پر تہمت لگانے کا فساد اتنا زیادہ اور عام نہیں ہیں اور ان حضرات نے جو یہ رائے اختیار کی ہے ان کی یہ رائے بھی شریعت کے مسلمہ اصول کے مخالف ہیں۔ اصح اور درست قول یہی ہے کہ "واضع" کی روایت کو قبول کیا جائے گا جب وہ توبہ کی معروف شرائط کے ساتھ توبہ کرے، یعنی کہ

---

[12] كتاب شرح نوي على المسلم، لامام نوي، باب تغليظ الكذب على رسول الله ﷺ، الناشر: دار إحياء التراث العربي – بيروت، ص:69، ج:1

[13] كتاب شرح نوي على المسلم، لامام نوي، ص:70، ج:1

آئندہ وہی گناہ نہ کرنے کا پختہ ارداہ ہو، اور جو گناہ پہلے سرزد ہوا ہو اس پر نادم اور پریشاں ہو، اور گناہوں سے اجتناب کرے۔ اس طرح اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ جو شخص پہلے کافر تھا بعد میں مسلمان ہوا ہے تو اس کی روایت کو قبول کیا جائے گا اور اکثر صحابہ رضی اللہ اجمعین اسی صفات کے حامل تھے، اور اس بات پر بھی اتفاق ہے کے اس کی شہادت کو قبول کیا جائے گا اور شہادت اور روایت میں کوئی فرق نہیں ہے۔

موضوع روایات کی روایت کرنا:

"قال الحافظ جلال الدين السيوطي أطبق علماء الحديث على أنه لا يحل رواية الموضوع في أي معنى كان إلا مقرونا ببيان وضعه بخلاف الضعيف فإنه يجوز روايته في غير الأحكام والعقائد قال وممن جزم بذلك النووي وابن جماعة والطيبي والبلقيني والعراقي قلت وقد صرح به حافظ عصره العسقلاني في شرح نخبته"[14]

حافظ جلال الدین سیوطیؒ فرماتے ہے کہ اہل علم کا اس بات پر اتفاق ہے کہ موضوع روایت کی روایت کرنا کسی بھی حال میں جائز نہیں ہے، مگر اس حالت میں کے اس روایت کا موضوع ہونا بیان کیا جائے، بخلاف ضعیف کے جس کی روایت احکام اور عقائد کے علاوہ کسی اور باب کے زمرے میں اس کی اجازت ہے۔ اسی بات کی اور بھی کئی اہل علم نے تصریح کی ہے، جیسے علامہ نوویؒ، علامہ ابن حجرؒ وغیرہ۔

"عن رسول الله ﷺ من حدث عني بحديث يرى أنه كذب فهو أحد الكاذبين"[15].

اس طرح آپ ﷺ کی حدیث ہے اگر کسی نے کوئی ایسی حدیث نقل کی جس کا اسے معلوم ہے کہ یہ حدیث نہیں ہے تو وہ شخص بھی جھوٹوں میں سے ہے۔

وضع حدیث کا آغاز:

40 ہجری تک موضوع احادیث کا کوئی نشان بھی نہیں تھا، لیکن 41 ہجری میں حضرت علیؓ کے دور خلافت میں جب مسلمانوں کے آپس میں لڑائیاں شروع ہوئی تو وضع حدیث کے اثرات شروع ہوئے اور باقاعدہ لوگوں نے حدیث

---

[14] كتاب آسرار المرفوعة فى الآخبار الموضوعة، ص: 41،42

[15] صحيح مسلم - عبد الباقي، الناشر: مطبعة عيسى البابي الحلبي وشركاه، ج:1، ص:8

گھڑنا شروع کر دیا۔ سب سے پہلے لوگوں نے فضائل اور مناقب میں حدیث گھڑنا شروع کیے۔اس طرح مختلف بددین لوگ اپنے بندوں کے فضائل میں اور مدمقابل گروہ کی تنقیص میں احادیث گھڑا کرتے تھے۔[16]
اس طرح سب سے زیادہ آحادیث عراق میں گھڑی گئی؛ کیونکہ یہاں سب سے زیادہ حوادث اور فتنوں نے جنم لیا ہے، اس لیے عراق کو "دارالکذب" بھی کہا جاتا ہے۔[17]

وضع احادیث کے اسباب:

وضع حدیث کے بہت سارے اسباب تھے، ان میں سے چند جو زیادہ رائج تھے اور لوگ انہی وجہ سے حدیث کو گھڑتے تھے۔ کوئی شخص اپنے آپ کو بہت بڑا ولی ظاہر کرنے کے لیے حدیث گھڑتا تھا تو کوئی مرید اپنے پیر کے کہی ہوئی بات کو اپنی طرف سے احادیث سمجھ لیتا تھا اس طرح بہت سارے لوگ بادشاہوں کا قرب حاصل کرنے کے لیے مختلف احادیث بنا کر ان کی صفت بیان کرتے تھے تو کوئی اپنے مسلک کی دفاع میں اتنا آگے نکل جاتا کہ اپنے مسلک کے لیے جھوٹی حدیث گھڑ کر دلیل بنا لیتا تھا۔ اس کے ساتھ لوگ مختلف احادیث اپنی طرف سے بنا کر عوام الناس میں پھیلا دیتے تھے۔

ان اسباب وضع میں کچھ مندرجہ ذیل ہیں:

ا۔سیاسی کشمکش:

40 ہجری کے بعد جب مسلمانوں میں سیاسی اختلافات نے جنم لیا تو ان سیاسی اختلافات نے مذہبی رنگ لے لیا جس کی بنیاد پر مسلمان آپس میں تقسیم ہوئے تو اہل تشیع اور اہل خوارج نے جنم لیا۔ جس میں ہر فرقے نے اپنے موقف کو قرآن اور حدیث سے ثابت کرنے کی کوشش کی۔ اس طرح کسی نے اہل بیت تو کسی نے خلفاء بنی امیہ اور بنو عباس کے حق میں احادیث وضع کرنا شروع کیا۔[18] اس طرح اہل تشیع نے صرف حضرت علیؓ کے شان میں 3 لاکھ سے زیادہ احادیث گھڑ لی تھی۔[19]

[16] الوضع فی الحدیث، لمبارك محمد الدعيلج، الطبعة الاولى 1420ھ ص:51
[17] آیضا:53
[18] الوضع في الحديث، ص:50
[19] حدیث رسول صلی اللہ علیہ وسلم کا تشریعی مقام، ص:۱۳۴

سب سے زیادہ احادیث اہل تشیع حضرات نے وضع کی تھی، جس کے بارے میں "علامہ شمس الدین الذہبی" لکھتے ہیں کہ:

"ومن كثرة الكذب الذي كان أكثره في الشيعة صار الأمر يشتبه على من لا يميز بين هذا وهذا بمنزلة الرجل الغريب إذا دخل إلى بلد نصف أهله كذابون خوانون فإنه يحترس منهم حتى يعرف الصدوق الثقة وبمنزلة الدراهم التي كثر فيها الغش يحترس عن المعاملة بها من لا يكون نقادا[20]."

یعنی کہ اہل تشیع کی جھوٹ کی وجہ سے ان لوگوں پر بات مشتبہ رہتی جو صحیح اور غلط میں تمیز نہیں کر سکتے تھے اور یہ اس طرح ہوتا تھا کہ جب کوئی اجنبی شخص کسی شہر میں داخل ہو اور اس شہر کے نصف لوگ جھوٹے اور بد دیانت ہو تو وہ شخص اس شہر کے لوگوں سے اپنے آپ کو بچاتا ہے، یہاں تک کے اس کو سچے لوگوں کی پہچان ہوں۔ اس کی مثال ان دراہم کی طرح ہے جس میں غش غالب ہو تو وہ شخص ان دراہم پر معاملہ کرنے سے اپنے آپ کو بچائے گا جس کو درہم کے کھرے اور کھوٹے کا علم نہ ہے۔

اس طرح امام مالکؒ فرماتے ہیں کہ اہل عراق والوں کی روایت کے ساتھ ب اہل کتاب کی روایت کی طرح معاملہ کروں، یعنی نہ اس کی تصدیق کروں اور نہ اس کی تکذیب کروں۔

"وكان مالك يقول نزلوا أحاديث أهل العراق منزلة أحاديث أهل الكتاب لا تصدقوهم ولا تكذبوهم"[21]

۲۔ دین اسلام کے ساتھ دشمنی:

اس سبب میں وہ تمام لوگ شامل ہوتے ہیں، جن کا دین اسلام کے ساتھ دشمنی ہو، جیسے زنادقہ، یہود، مجوسی ان کے علاوہ اور بھی جو گمراہ فرقے تھے۔ انہوں نے دین اسلام کا مذاق اڑانے کے کے مختلف احادیث گھڑ لیے جن میں اللہ کی ذات کے حوالے سے بھی ہے، اس طرح نبوت کے حوالے سے، آسمانوں اور زمینوں کے حوالے سے، اس طرح

[20] كتاب المنتقى من منهاج الاعتدال في نقض كلام أهل الرفض والاعتزال ،لعلامه الذهبي، ص88

[21] آیضا

کھانے پینے کے حوالے سے، حشر اور قبر کے حوالے سے وغیرہ، ان لوگوں نے آحادیث گھڑ لیے تھے۔ ان میں سے چند وہ آحادیث جو انہوں نے اپنے طرف سے وضع کیے تھے مندرجہ ذیل ہیں:

اللہ تعالیٰ کے ذات کے حوالے سے یہ حدیث وضع کی تھی:

"حديث رأيت ربي بمنى يوم النفر على جمل أورق عليه جبة صوف أمام الناس موضوع لا أصل له كذا في الذيل[22]".

یعنی کہ میں اپنے رب کو منی کے مقام پر یوم نفر (ایام تشریق میں سے ایک دن کو کہتے ہے) کے دن اس حال میں دیکھتا ہو کہ وہ لوگوں کے سامنے اون کا لباس پہنے ہوئے ہونگے۔

اس طرح کھانے پینے کے حوالے سے وضع کردہ حدیث یہ ہے:

"والباذنجان شفاء من كل داء"

باذنجان ہر بیماری کے لیے باعث شفاء ہے۔

وكذلك حديث" :عليكم بالعدس، فإنه مبارك يرق القلب، وَيُكْثِر الدَّمْعَةَ قدس فيه سبعون نبيا[23].

اسی طرح "دال" کے حوالے سے ایک حدیث وضع کی ہے کہ تم پر دال لازم ہے؛ کیونکہ اس میں برکت ہے اور دل کو نرم کرتا ہے اور خون کو زیادہ کرتا ہے اور ستر انبیاء نے اس کی پاکی بیان کی ہے، یعنی اس کو برکت والا قرار دیا ہے۔

اس طرح مرغ کے بارے میں بھی مختلف احادیث وضع کی گئی ہیں:

"لا تسبوا الديك فإنه صديقي، ولو يعلم بنوا آدم ما في صوته لاشتروا ريشه ولحمه بالذهب "

مرغ کو گالی نہ دو یہ میرا دوست ہے، اگر بنی آدم کو معلوم ہو جائے کہ اس کی آواز میں کیا ہے تو وہ اس کے پر اور اس کا گوشت کو سونے کے ساتھ خرید لے۔

"من اتخذ ديكا أبيض لم يقربه شيطان ولا سحر"[24].

جس نے سفید مرغ کو دوست بنالیا تو شیطان اور جادو اس کے قریب بھی نہیں آئے گا۔

[22] كتاب المصنوع فى معرفة الحديث الموضوع، لملا علي قاري ص:102

[23] المنار المنيف في صحيح والضعيف، لابن قيم الجوزية، الناشر: مكتبة المطبوعات الإسلامية، حلب، ص:38

[24] ایضا، ص:44

۳۔ قبیلے، جنس، لغت اور علاقے کی بنیاد پر عصبیت:

اس طرح بعض حضرات نے قبیلے، جنس وغیرہ کی عصبیت کی بنیاد پر بہت ساری احادیث وضع کیے، جن میں سے چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

"إن الله عزوجل إذا غضب أنزل الوحي بالعربية، وإذا رضى أنزل الوحى بالفارسية " هذا حديث موضوع"

یعنی جب اللہ تعالیٰ غصہ کی حالت میں ہوتے ہے تو عربی زبان میں وحی نازل فرماتے ہے اور جب راضی ہوتے ہے تو فارسی زبان میں وحی نازل کرتے ہے۔

"وقال أبو حاتم بن حسان الحافظ كان عمر في عداد من يضع الحديث قال وهذاالحديث باطل لا أصل له"

علامہ ابو حسان حافظؒ فرماتے ہے کہ اس حدیث کی راوت میں "عمر" نامی راوی واضع ہے جو حدیث وضع کیا کرتا تھا اور یہ حدیث باطل ہے اس حدیث کی کوئی اصل نہیں ہے۔

"قال رسول الله ﷺ:"أربعة أبواب من أبواب الجنة مفتحة في الدنيا، أولهن الإسكندرية وعسقلان وقزوين، وفضل جدة على هؤلاء كفضل بيت الله الحرام على سائر البيوت" [25]

یعنی کہ جنت کے چار دروازے دنیا کی طرف کھولتے ہیں: جن میں سے پہلی اسکندریہ میں، پھر عسقلان، قزیون اور جدہ میں لیکن ان سب پر جدہ کی فضیلت ایسی ہے جیسا کہ بیت اللہ حرم کا تمام بیوت پر ہے۔

۴۔ ترغیب اور ترہیب کے لیے:

اس طرح بہت سارے ایسے حضرات جن کو اللہ تعالیٰ سے کوئی خوف نہیں ہوتا تھا اور وعظ اور نصیحت کی مجلسوں میں لوگوں کو رولانے کے لیے مختلف من گھڑت واقعات سنایا کرتے تھے اور اس کی نسبت آپ ﷺ کی طرف کرتے تھے، تاکہ لوگوں میں مشہور ہو جائے اور ان کے پاس زیادہ سے زیادہ لوگ آئے۔

[25] كتاب الموضوعات لابن جوزى، ج:2، ص:52

"والوجه الثاني القصاص على قديم الأيام، فإنهم يميلون وجوه العوام إليهم ويستدرون ما عندهم: بالمناكير، والغريب، والأكاذيب من الأحاديث ومن شأن العوام، القعود عند القاص، ما كان حديثه عجيبا، خارجا عن فطر العقول، أو كان رقيقا يحزن القلوب، ويستغزر العيون."[26]

دوسری وجہ یہ تھی کہ پرانے زمانے کے قصہ گو لوگ عوام کا رخ اس طرف کر دیتے تھے، اور عوام کے پاس جو ہوتا تھا اس سے عوام کو پلٹ دیتے تھے، منکر، اور غریب اور جھوٹی احادیث کی وجہ سے، اور عوام اس شخص کے ساتھ بیٹھنے کو پسند کرتے تھے، جس کی بات عجیب اور غریب اور فطرت سلیمہ کے مخالف ہو، یا ایسی نرم بات ہو جس سے دل نرم ہوتیں ہوں اور آنکھیں نم ہوتیں ہوں۔

اس طرح اس حوالے سے جو احادیث اور واقعات وضع کیے ہیں، ان میں سے چند مندرجہ ذیل ہیں:

قال رسول الله ﷺ ": من قال لا إله إلا الله خلق الله كل كلمة منها طيرا منقاره من ذهب وريشه من مرجان" [27]

اس طرح ایک اور جھوٹی حدیث ہے کہ جس نے کلمہ پڑھا اللہ اس کلمہ طیبہ کے ہر لفظ سے ایک پرندہ پیدا کرتا ہے جس کی چونچ سونے کی اور اس کے پر مرجان کے ہونگے۔

۵۔ آپس میں مسلکی اور کلامی اختلاف کی وجہ سے:

اس طرح بعض جاہل اور فاسق لوگ جو اپنے مسلک یا کسی عقیدے کے لیے کوئی حدیث وضع کر لے اور اس کو گناہ بھی نہیں سمجھتے۔ اس کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

"من رفع يديه في الصلاة فلا صلاة له."[28]

جس نے نماز میں ہاتھ اٹھائے تو اس کی نماز نہیں ہوگی۔

"من قال القرآن مخلوق فقد كفر " هذا حديث لا يصح عن رسول الله ﷺ".[29]

جس نے قرآن کے بارے میں یہ کہا کہ قرآن کو پیدا کیا گیا ہے تو اس نے کفر کیا، یہ حدیث آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول نہیں ہے۔

---

[26] كتاب تأويل مختلف الحديث، لابن قتيبة الدينوري، الناشر: المكتب الاسلامي - مؤسسة الإشراق، ص:404

[27] كتاب الموضوعات لابن جوزی، ج:1، ص:46

[28] ايضا، ج:2، ص:97

[29] كتاب الموضوعات لابن جوزی، ج:1، ص:107

۶۔بادشاہوں اور عہدیداروں کے قربت کے لیے:

اس طرح ایک زیادہ مؤثر سبب بھی تھا کہ لوگ سلاطین کی قربت حاصل کرنے کے لیے مختلف احادیث وضع کرتے تھے۔اس طرح کے لوگ ہر زمانے ہر علاقے میں کسی نہ کسی صورت میں پائے جاتے ہیں جو اپنے بڑوں کو جھوٹی کہانیوں سے خوش کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔اسی طرح ان سلاطین کی خوشنودی کے لیے انہوں نے احادیث وضع کرنے کا سہارا بھی لیا۔ان کی چند مثالیں مندرجہ ذیل ہیں:

"فحدثه بحديث أبي هريرة :لا سبق إلا في خف أو حافر أو نصل، وزاد فيه :أو جناح."

"فأمر له المهدى بعشرة آلاف درهم. فلما قام قال المهدي :أشهد أن قفاك قفا كذاب على رسول الله ﷺ وإنما استجلبت ذلك أنا وأمر بالحمام فذبحت"[30]

مقابلہ میں بازی رکھنا جائز نہیں سوائے اونٹ یا گھوڑے کی دوڑ میں یا تیر چلانے میں اور اس میں کبوتر بازی کی زیادتی کی۔

مہدی نے اس کے لیے ۱۰ ہزار درہم دینے کا حکم دیا،جب وہ کھڑا ہوا تو مہدی نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کے تم جھوٹے ہوں تم نے آپ صلی علیہ وسلم پر جھوٹ گھڑا ہے اور اس لیے میں نے آپ کو بذات خود اس بات کی درخواست کی کہ آپ حدیث سنائے،اور پھر کبوتر کو ذبح کرنے کا حکم دیا۔

ان اسباب کے علاوہ اور بھی بہت سارے اسباب تھے،جن کی وجہ سے لوگ احادیث وضع کرت تھے جیسا کہ:

۱۔اس بات کی رغبت میں کے کوئی غریب حدیث کو متن اور اسناد کے ساتھ لے آئے۔

۲۔مختلف گروہوں کی مدد کے حوالے سے اور کسی معین گروہ سے انتقام کے لیے۔

۳۔کسی چیز کو فروخ دینے کے لیے۔وغیرہ[31]

---

[30] أيضا،ج:3،ص:78

[31] الوضع في الحديث،لسيد عبدالماجد الغوري،الناشر دار ابن كثير دمشق،ص:33

عصر حاضر میں وضع حدیث کے اسباب:

جس طرح عصر حاضر میں فتنہ انکار حدیث عروج پر ہے اور نئی نوجوان نسل ایک طرف حدیث کی حجت سے انکاری ہے تو دوسری طرف ایسا بھی ہے کہ بغیر کسی جستجو اور تلاش کے ہمارے معاشرے میں بہت ساری باتیں اس نام سے مشہور ہیں کہ یہ احادیث ہیں، حالانکہ حقیقت کچھ اور ہوتی ہے۔ ان کے کچھ اسباب یا وجوہات مندرجہ ذیل ہیں:

۱۔ پختہ علم کا نہ ہونا:

ان اسباب میں سے ایک سبب علم کا نہ ہونا ہے، یعنی کسی کو کوئی بات معلوم نہیں ہوتی کہ یہ بات کس نے کہی ہے ، کیوں کہی ہے بس وہ بات لوگوں میں مشہور ہو جاتی ہے، تو بعض لوگ اس بات کو حدیث مان لیتے ہیں اور اس بات کو حدیث کے نام پر آگے پھیلا دیتے ہیں، حالانکہ وہ کسی عام آدمی کی کہی ہوئی بات ہوتی ہے۔

۲۔ جہالت کی وجہ سے:

آج کل جہالت کی وجہ سے کئی سارے لوگ اپنی علمیت اور دینداری کے اظہار کے طور پر بات بات پر کوئی حدیث سناتے ہیں۔ انہیں خود بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس طرح کا کوئی حدیث موجود نہیں ہے، لیکن انہیں یقین ہوتا ہے کہ مخاطب نے نہ مجھ سے حوالہ طلب کرنا ہے اور نہ مجھ پر شک کرنا ہے بلکہ اسے سن کر اسے یقین ہو جائے گا کہ موصوف کو قرآن و حدیث کے ساتھ شغف ہے اور دیندار بھی ہے۔

۳۔ سوشل میڈیا:

آج کل سوشل میڈیا کا دور ہے تو ہر انسان کوئی نہ کوئی پوسٹ بغیر کسی تحقیق کے آگے دوسروں کے ساتھ شیر کر رہا ہوتا ہے۔ اس طرح بہت سارے ایسی باتیں ہیں، جن کو لوگ حدیث کے نام سے پھلا رہے ہوتے ہیں، لیکن در اصل وہ کوئی من گھڑت بات ہوتی ہے۔

اس طرح آپ ﷺ کی حدیث ہے کہ انسان کے جھوٹے ہونے کے لیے یہ بات کافی ہے کہ وہ ہر سنی ہوئی بات بغیر تحقیق کے آگے لوگوں تک پہنچائے، لیکن آج کل ہم اگر اپنے ارد گرد نظر دوڑائے تو بہت سارے لوگ وضع حدیث میں کسی نہ کسی طریقے سے ملوث ہیں۔

۴۔ موضوع احادیث کے اشاعت:

اس طرح ان اسباب کے ساتھ ساتھ ایک سبب یہ بھی ہے کہ لوگوں کی جہالت اور لاعلمی کی وجہ اور اس کی انتہاء کی وجہ لوگ موضوع احادیث کو لکھ کر اسے آگے پھلا رہے ہوتے ہیں اور وہ اس بات سے بے خبر ہوتے ہیں کہ یہ

حدیث جو میں لوگوں میں پھیلا رہا ہوں یہ حدیث موضوع ہے، اس کے ساتھ ظلم کی انتہاء تب ہو جاتی ہے، جب کسی ایسی کتاب کا حوالہ لگا لیتے ہیں، جن میں محدثین نے موضوع احادیث کو جمع کیے ہوں۔

ان کے علاوہ اور بھی بہت سارے اسباب ہو سکتے ہیں، جن کی وجہ سے لوگ احادیث وضع کرتے ہیں اور حیرت کی بات یہ ہے کہ اس طرف ان کا خیال بھی نہیں جاتا کہ جو میں کر رہا ہوں، یہ حرام ہے اور جہنم میں داخل ہونے کا راستہ ہے۔

خلاصہ بحث:

آپ ﷺ کی طرف ایسی بات کی نسبت کرنا جو آپ ﷺ سے منقول نہ ہو، موضوع حدیث کہلاتا ہے۔ اس طرح کی بات کو نقل کرنا حرام ہے۔ اگر کوئی ایسی بات بطور حدیث کسی سے نقل کرے اور اسے معلوم ہو کہ یہ حدیث نہیں ہے تو یہ شخص بھی جھوٹوں میں سے ہے۔ من گھڑت حدیث کو اس غرض سے روایت کرنا جائز کہ معلوم ہو سکے کہ یہ حدیث وضع کی ہوئی ہے، لہذا اس حدیث کو روایت کرنے سے گریز کیا جائے۔ چنانچہ آپ ﷺ کے ارشاد سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کی طرف کسی جھوٹی بات کی نسبت کرنا ہرگز ایسا نہیں ہے جس طرح عام لوگوں کا ایک دوسرے کی طرف جھوٹی بات کی نسبت کرنا ہے؛ کیونکہ اگر آپ ﷺ کی طرف کوئی ایسی بات کی نسبت کرے گا تو اس کا ٹھکانا جہنم ہے۔ اس طرح وضع حدیث کی بہت ساری اور وجوہات بھی ہمارے سامنے آئی ہیں، لیکن ان میں بنیادی وجہ سیاسی، مسلکی اختلاف بنی، اور اس میں مسلمان اور غیر مسلم دونوں شریک ہیں۔

نتائج اور سفارشات:

- موضوع حدیث کی روایت کرنا حرام ہے، اس لئے اہل علم کا موضوع احادیث کی پہچان کے لیے لوگوں کو اس کے بارے میں بتانا ضروری ہے۔
- جو شخص خود ساختہ طور پر اپنی طرف سے بات کر کے اس کو حدیث کا نام دے، اس کا ٹکانہ جہنم ہے، لہٰذا حدیث بیان کرنے میں مکمل اختیار سے کام لینا چاہیے، اگر کسی بات میں شک ہو کہ یہ حدیث ہے یا نہیں تو اس کو بھی نہیں بیان کرنا چاہیے۔

- حدیث وضع کرنا ایسا گناہ ہے، جس سے انسان دین اسلام سے نکل جاتا ہے، اس کے بارے میں عام لوگوں کو شعور دینے کی ضرورت ہے۔
- جس طرح قدیم زمانے میں مختلف اسباب کے تحت کچھ لوگ وضع حدیث کرتے تھے، اسی طرح آج بھی فرمان رسول ﷺ اور فرمان علی رضی اللہ عنہ کے نام سے مختلف حدیثیں وضع کی جاتی ہیں اور سوشل میڈیا کے ذریعے پھیلائی جاتی ہیں، عوام الناس کو اس حوالے سے آگاہی دینے کی ضرورت ہے کہ جس طرح اپنی جانب سے حدیثیں وضع کرنا گناہ ہے، اسی طرح موضوع احادیث کو پھیلانا بھی گناہ ہے، اس لئے بغیر تحقیق کے ہر بات کو حدیث کے نام سے آگے پھیلانے سے گریز کرنا چاہیے۔